هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْجُنُوْدِ ﴿۱۷﴾
تجھے لشکروں کی خبر بھی ملی ہے؟[۱] (۱۷)

فِرْعَوْنَ وَثَمُوْدَ ﴿۱۸﴾
(یعنی) فرعون اور ثمود کی۔ (۱۸)

بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ تَكْذِيْبٍ ﴿۱۹﴾
(کچھ نہیں) بلکہ کافر تو جھٹلانے میں پڑے ہوئے ہیں۔ (۱۹)

وَّاللّٰهُ مِنْ وَّرَآئِهِمْ مُّحِيْطٌ ﴿۲۰﴾
اور اللہ تعالیٰ بھی انہیں ہر طرف سے گھیرے ہوئے ہے۔[۲] (۲۰)

بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ ﴿۲۱﴾
بلکہ یہ قرآن ہے بڑی شان والا۔ (۲۱)

فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ ﴿۲۲﴾
لوح محفوظ میں (لکھا ہوا)۔[۳] (۲۲)

## سُوْرَةُ الطَّارِقِ

سورۂ طارق مکی ہے اور اس میں سترہ آیتیں ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ ﴿۱﴾
قسم ہے آسمان کی اور اندھیرے میں روشن ہونے والے کی۔ (۱)

وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الطَّارِقُ ﴿۲﴾
تجھے معلوم بھی ہے کہ وہ رات کو نمودار ہونے والی چیز کیا ہے؟ (۲)

---

(۱) یعنی ان پر جب میرا عذاب آیا اور میں نے انہیں اپنی گرفت میں لیا، جسے کوئی ٹال نہیں سکا۔

(۲) یہ ﴿اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيْدٌ﴾ ہی کا اثبات اور اس کی تاکید ہے۔

(۳) یعنی لوح محفوظ میں لکھا ہوا ہے، جہاں فرشتے اس کی حفاظت پر مامور ہیں، اللہ تعالیٰ حسب ضرورت و اقتضا اسے نازل فرماتا ہے۔

☆ حضرت خالد عدوانی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بازار ثقیف میں کمان یا لاٹھی کے سہارے پر کھڑے دیکھا، آپ میرے پاس مدد حاصل کرنے آئے تھے، میں نے وہاں آپ سے سورۃ الطارق سنی، میں نے اسے یاد کر لیا دراں حالیکہ میں ابھی مسلمان نہیں ہوا تھا۔ پھر مجھے اللہ نے اسلام سے نواز دیا اور اسلام کی حالت میں میں نے اسے پڑھا۔ (مسند أحمد، ۴/ ۳۳۵۔ مجمع الزوائد، ۷/ ۱۳۶) حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ مغرب کی نماز میں سورۂ بقرۃ اور نساء پڑھی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی تو فرمایا، تو لوگوں کو فتنے میں ڈالتا ہے؟ تجھے یہی کافی تھا کہ وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ" وَالشَّمْسِ اور اس جیسی سورتیں پڑھتا۔ (نسائی، کتاب الافتتاح، باب القراءة فی المغرب)

النَّجْمُ الثَّاقِبُ ۝٣
وہ روشن ستارہ ہے۔[1] (۳)

اِنْ كُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ ۝٤
کوئی ایسا نہیں جس پر نگہبان فرشتہ نہ ہو۔[2] (۴)

فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ مِمَّ خُلِقَ ۝٥
انسان کو دیکھنا چاہیے کہ وہ کس چیز سے پیدا کیا گیا ہے۔(۵)

خُلِقَ مِنْ مَّآءٍ دَافِقٍ ۝٦
وہ ایک اچھلتے پانی سے پیدا کیا گیا ہے۔[3] (۶)

يَّخْرُجُ مِنْۢ بَيْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَآئِبِ ۝٧
جو پیٹھ اور سینے کے درمیان سے نکلتا ہے۔[4] (۷)

اِنَّهٗ عَلٰى رَجْعِهٖ لَقَادِرٌ ۝٨
بیشک وہ اسے پھیر لانے پر یقیناً قدرت رکھنے والا ہے۔[5] (۸)

يَوْمَ تُبْلَى السَّرَآئِرُ ۝٩
جس دن پوشیدہ بھیدوں کی جانچ پڑتال ہو گی۔[6] (۹)

فَمَا لَهٗ مِنْ قُوَّةٍ وَّلَا نَاصِرٍ ۝١٠
تو نہ ہو گا اس کے پاس کچھ زور نہ مددگار۔[7] (۱۰)

---

(۱) طارق سے کیا مراد ہے؟ خود قرآن نے واضح کر دیا۔ روشن ستارہ۔ طَارِقٌ، طُرُوقٌ سے ہے جس کے لغوی معنی کھٹکھٹانے کے ہیں، لیکن طارق رات کو آنے والے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ ستاروں کو بھی طارق اسی لیے کہا ہے کہ یہ دن کو چھپ جاتے اور رات کو نمودار ہوتے ہیں۔

(۲) یعنی ہر نفس پر اللہ کی طرف سے فرشتے مقرر ہیں جو اس کے اچھے یا برے سارے عمل لکھتے ہیں۔ بعض کہتے ہیں، یہ انسانوں کی حفاظت کرنے والے فرشتے ہیں، جیسا کہ سورۂ رعد کی آیت نمبر-۱۱ سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان کی حفاظت کے لیے بھی انسان کے آگے پیچھے فرشتے ہوتے ہیں، جس طرح قول و فعل لکھنے والے ہوتے ہیں۔

(۳) یعنی منی سے، جو قضائے شہوت کے بعد زور سے نکلتی ہے۔ یہی قطرۂ آب (منی) رحم عورت میں جا کر، اگر اللہ کا حکم ہوتا ہے تو، حمل کا باعث بنتا ہے۔

(۴) کہا جاتا ہے کہ پیٹھ، مرد کی اور سینہ عورت کا، ان دونوں کے پانی سے انسان کی تخلیق ہوتی ہے۔ لیکن اسے ایک ہی پانی اس لیے کہا کہ یہ دونوں مل کر ایک ہی بن جاتا ہے۔ تَرَائِبُ، تَرِيبَةٌ کی جمع ہے، سینے کا وہ حصہ جو ہار پہننے کی جگہ ہے۔

(۵) یعنی انسان کے مرنے کے بعد، اسے دوبارہ زندہ کرنے پر وہ قادر ہے۔ بعض کے نزدیک اس کا مطلب ہے کہ وہ اس قطرۂ آب کو دوبارہ شرمگاہ کے اندر لوٹانے کی قدرت رکھتا ہے جہاں سے وہ نکلا تھا۔ پہلے مفہوم کو امام شوکانی اور امام ابن جریر طبری نے زیادہ صحیح قرار دیا ہے۔

(۶) یعنی ظاہر ہو جائیں گے، کیوں کہ ان پر جزا و سزا ہو گی۔ بلکہ حدیث میں آتا ہے "ہر غدر (بدعہدی) کرنے والے کے سرین کے پاس جھنڈا گاڑ دیا جائے گا اور اعلان کر دیا جائے گا کہ یہ فلاں بن فلاں کی غداری ہے"۔ (صحيح بخاري، كتاب الجزية، باب إثم الغادر للبر والفاجر۔ مسلم، كتاب الجهاد، باب تحريم الغدر) مطلب یہ ہے کہ وہاں کسی کا کوئی عمل مخفی نہیں رہے گا۔

(۷) یعنی خود انسان کے پاس اتنی قوت ہو گی کہ وہ اللہ کے عذاب سے بچ جائے، نہ کسی اور طرف سے اس کو کوئی ایسا

وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الرَّجْعِ ﴿١١﴾
وَالْأَرْضِ ذَاتِ الصَّدْعِ ﴿١٢﴾
إِنَّهُ لَقَوْلٌ فَصْلٌ ﴿١٣﴾
وَمَا هُوَ بِالْهَزْلِ ﴿١٤﴾
إِنَّهُمْ يَكِيدُونَ كَيْدًا ﴿١٥﴾
وَأَكِيدُ كَيْدًا ﴿١٦﴾
فَمَهِّلِ الْكَافِرِينَ أَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا ﴿١٧﴾

بارش والے آسمان کی قسم![1] (۱۱)
اور پھٹنے والی زمین کی قسم![2] (۱۲)
بیشک یہ (قرآن) البتہ دو ٹوک فیصلہ کرنے والا کلام ہے۔[3] (۱۳)
یہ ہنسی کی (اور بے فائدہ) بات نہیں۔[4] (۱۴)
البتہ کافر داؤ گھات میں ہیں۔[5] (۱۵)
اور میں بھی ایک چال چل رہا ہوں۔[6] (۱۶)
تو کافروں کو مہلت دے[7] انہیں تھوڑے دنوں چھوڑ دے۔(۱۷)

---

مددگار مل سکے گا جو اسے اللہ کے عذاب سے بچا سکے۔

(۱) رَجْعٌ کے لغوی معنی ہیں' لوٹنا پلٹنا۔ بارش بھی بار بار اور پلٹ پلٹ کر ہوتی ہے' اس لیے بارش کو رَجْعٌ کے لفظ سے تعبیر کیا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ بادل' سمندروں سے ہی پانی لیتا ہے اور پھر وہی پانی زمین پر لوٹا دیتا ہے' اس لیے بارش کو رَجْعٌ کہا۔ بعض کہتے ہیں بطور تفاؤل عرب بارش کو رَجْعٌ کہتے تھے تاکہ وہ بار بار ہوتی رہے۔(فتح القدیر)

(۲) یعنی زمین پھٹتی ہے تو اس سے پودا باہر نکلتا ہے' زمین پھٹتی ہے تو چشمہ جاری ہو جاتا ہے اور اسی طرح ایک دن آئے گا کہ زمین پھٹے گی' سارے مردے زندہ ہو کر باہر نکل آئیں گے۔ اس لیے زمین کو پھٹنے والی اور شگاف والی کہا۔

(۳) یہ جواب قسم ہے' یعنی کھول کر بیان کرنے والا ہے جس سے حق اور باطل دونوں واضح ہو جاتے ہیں۔

(۴) یعنی کھیل کود اور مذاق والی چیز نہیں ہے' هَزْلٌ' جِدٌّ (قصد و ارادہ) کی ضد ہے۔ یعنی ایک واضح مقصد کی حامل کتاب ہے' لہو ولعب کی طرح بے مقصد نہیں ہے۔

(۵) یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم جو دین حق لے کر آئے ہیں' اس کو ناکام کرنے کے لیے سازشیں کرتے ہیں' یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دھوکہ اور فریب دیتے ہیں اور منہ پر ایسی باتیں کرتے ہیں کہ دل میں اس کے برعکس ہوتا ہے۔

(۶) یعنی میں ان کی چالوں اور سازشوں سے غافل نہیں ہوں' میں بھی ان کے خلاف تدبیر کر رہا ہوں یا ان کی چالوں کا توڑ کر رہا ہوں۔ کَیْدٌ خفیہ تدبیر کو کہتے ہیں' جو برے مقصد کے لیے ہو تو بری ہے اور مقصد نیک ہو تو بری نہیں۔

(۷) یعنی ان کے لیے تعجیل عذاب کا سوال نہ کر' بلکہ انہیں کچھ مہلت دے دے۔ رُوَيْدًا: قَلِيلًا يا قَرِيبًا یہ امہال و استدراج بھی کافروں کے حق میں اللہ کی طرف سے ایک کید کی صورت ہے جیسے فرمایا ﴿سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُونَ * وَأُمْلِي لَهُمْ إِنَّ كَيْدِي مَتِينٌ﴾ (الأعراف' ۱۸۲-۱۸۳)